

از عدالت اعظمیٰ

کمشنر انکم ٹیکس، بمبئی سٹی دوم

بمقابلہ

شری سیتل داس تیرتھ داس

(جے۔ ایل۔ کپور، ایم ہدایت اللہ اور جے۔ سی۔ شاہ، جسٹسز)

انکم ٹیکس۔ فرمان کے تحت بیوی اور بچوں کے لیے قابل ادائیگی کفالت۔ آیا کل آمدنی سے کٹوتی کی جاسکتی ہے۔

مبصر کی بیوی اور بچوں کو کفالت دینے کے خلاف رضامندی کا حکم نامہ منظور کیا گیا۔ حکم نامے نے تعین کنندہ کی آمدنی پر کوئی چارج نہیں بنایا۔ تعین کنندہ نے اپنی کل آمدنی سے حکم نامے کے تحت ادا کی گئی رقم کی انکم ٹیکس کٹوتی کے تخمینہ میں دعویٰ کیا۔

منعقد کیا گیا، کہ تعین کنندہ کٹوتی کا حقدار نہیں تھا۔ جہاں ذمہ داری کے ذریعہ آمدنی کو تعین کنندہ تک پہنچنے سے پہلے ایک اوور رائیڈنگ ٹائٹل کے ذریعہ موڑ دیا گیا تھا، یہ قابل کٹوتی تھی۔ لیکن جہاں ایسی آمدنی کا تعین کرنے والے تک پہنچنے کے بعد کسی ذمہ داری کو ادا کرنے کے لیے آمدنی کا اطلاق کرنا ضروری تھا، وہ کٹوتی کے قابل نہیں تھی۔ اصل امتحان یہ تھا کہ کیا کٹوتی کی گئی رقم، حقیقت میں، اس کی آمدنی کے طور پر تعین کنندہ تک کبھی نہیں پہنچی۔ موجودہ صورت میں، تعین کنندہ کی بیوی اور بچوں کو مبصر کی آمدنی کا ایک حصہ ملا، جب کہ تعین کنندہ نے اپنی آمدنی حاصل کر لی تھی۔

بیجوئے سنگھ ددھور یہ بمقابلہ انکم ٹیکس کمشنر، (1933) 1 آئی۔ ٹی۔ آر۔ 135، قابل اطلاق نہیں۔

پی۔ سی۔ ملک بمقابلہ کمشنر آف انکم ٹیکس، بنگال، (1938) 6 آئی۔ ٹی۔ آر۔

206، لاگو

دیوان کشن کشور بمقابلہ انکم ٹیکس کمشنر، (1933) 1 آئی۔ ٹی۔ آر۔ 143،

سیٹھ موتی لال بینک چند بمقابلہ انکم ٹیکس کمشنر، (1957) 31 آئی۔ ٹی۔ آر۔ 735،

پرنس کھنڈراؤ گائیوار بمقابلہ انکم ٹیکس کمشنر، (1948) 16 آئی۔ ٹی۔ آر۔ 294،
 کمشنر آف انکم ٹیکس، بمبئی بمقابلہ مکن جی لال جی، (1937) 5 آئی۔ ٹی۔ آر 539،
 کمشنر آف انکم ٹیکس، بمبئی بمقابلہ ڈی۔ آر۔ نائیک، (1939) 7 آئی۔ ٹی۔ آر 362
 ڈی۔ سی۔ Aich، ان ری۔ (1940) 9 آئی۔ ٹی۔ آر 236، ہیرالال، ان ری،
 (1945) 13 آئی۔ ٹی۔ آر 512 اور وی۔ ایم۔ راگھا ولونا نیڈو اینڈ سنز بمقابلہ انکم
 ٹیکس کمشنر، (1950) 18 آئی۔ ٹی۔ آر 787، حوالہ دیا گیا ہے۔

دیوانی اپیل کا دائرہ اختیار: 1959 کی سول اپیل نمبر 528۔

سابق بمبئی ہائی کورٹ آئی۔ ٹی۔ آر نمبر 15 آف 1957 کے 20 ستمبر
 1957 کے فیصلے اور حکم سے اپیل۔

ہر دیال ہارڈی اور ڈی۔ گپتا اپیل کنندہ کے لیے۔

آر۔ جے۔ کولہ، ایس۔ این۔ اینڈ لی، جے۔ بی۔ دادا چچی، رامیشور ناتھ اور
 پی۔ ایل۔ ووہرا، مدعا کے لیے۔

24 نومبر 1960 کو عدالت کا فیصلہ سنایا گیا۔

جسٹس ہدایت اللہ۔ کمشنر آف انکم ٹیکس، بمبئی سٹی II، نے یہ اپیل انکم ٹیکس
 ایکٹ کے دفعہ 66A (2) کے تحت ایک سٹوفکیٹ کے ساتھ، بمبئی ہائی کورٹ کے 20
 ستمبر 1957 کے فیصلے اور حکم کے خلاف دائر کی ہے۔ انکم ٹیکس ریفرنس نمبر 15 آف
 1957 میں۔

انکم ٹیکس اپیلیٹ ٹریبونل، بمبئی کی طرف سے اپنی رائے کے لیے ہائی کورٹ سے
 رجوع کیا گیا سوال یہ تھا:

"کیا تعین کنندہ تشخیصی سالوں، 1953-54، 1954-55 سے متعلقہ پچھلے
 سال کی اپنی کل آمدنی سے 1,350 روپے اور 18,000 روپے کی کٹوتی کا حقدار ہے؟"
 تخمینہ لگانے والے، بمبئی کے سینٹل داس تیرتھ داس کے پاس آمدنی کے بہت سے
 ذرائع ہیں، جن میں سب سے اہم جائیداد، اسٹاک اور حصص، بینک ڈپازٹ اور میسرز سینٹل

داس تیرتھ داس کے نام سے مشہور فرم میں حصہ ہے۔ وہ اپنے اکاؤنٹنگ سال کے طور پر مالی سال کی پیروی کرتا ہے۔ تشخیصی سالوں کے لیے 1953-54 اور 1954-55، ان کی کل آمدنی کا حساب بالترتیب 50,375 روپے اور 55,160 روپے لگایا گیا تھا۔ اس حساب سے اس نے اختلاف نہیں کیا تھا، لیکن اس نے پہلے تشخیصی سال میں 1,350 روپے اور دوسرے تشخیصی سال میں 18,000 روپے کی رقم میں سے اس بنیاد پر کٹوتی کرنے کی کوشش کی کہ ایک حکم نامے کے تحت اسے یہ رقم ادا کرنے کی ضرورت تھی۔ اپنی بیوی، بانی دیوی بین اور ان کے بچوں کی کفالت کے طور پر رقم۔ یہ مقدمہ بمبئی ہائی کورٹ (1951 کا مقدمہ نمبر 102) میں رکھ رکھاؤ الاؤنس، بیٹیوں کے لیے علیحدہ رہائش اور شادی کے اخراجات اور کفالت کے بقایا جات وغیرہ کے لیے دائر کیا گیا تھا۔ 11 مارچ 1953 کو رضامندی سے ایک حکم نامہ منظور ہوا، ان کے خلاف ماہانہ 1500 روپے مینٹیننس الاؤنس کا حکم دیا گیا۔ 13 مارچ 1953 کو ختم ہونے والے اکاؤنٹ سال کے لیے صرف ایک ادائیگی کی گئی تھی، اور اس کی بیوی اور بچوں کے زیر قبضہ فلیٹ کے کرایہ کے طور پر 150 روپے ماہانہ کٹوتی کرتے ہوئے، فرمان کے تحت دیکھ بھال کے طور پر ادا کی گئی رقم 1,350 روپے ہو گئی۔ دوسرے سال، 1,500 روپے ماہانہ کے حساب سے دیکھ بھال 18,000 روپے ہو گئی جس کا دعویٰ کٹوتی کے طور پر کیا گیا۔ جائیداد پر کوئی چارج نہیں بنایا گیا تھا، اور معاملہ s کے تحت زیر غور نہیں آتا ہے۔ انکم ٹیکس ایکٹ کا 9(i)(iv)۔ تاہم، جائزہ لینے والے نے بیجئے سنگھ ددھوریہ بمقابلہ انکم ٹیکس کمشنر (1) میں پریمی کونسل کے ایک حکم کی بنیاد پر اس کٹوتی کا دعویٰ کیا۔ انکم ٹیکس آفیسر کے ذریعہ تشخیص کنندہ کے اس اعتراض کو مسترد کر دیا گیا تھا، جس کے فیصلے کی اپیل اسٹنٹ کمشنر نے اپیل پر کی تھی۔ مزید اپیل پر، ٹریبونل نے مشاہدہ کیا:

"یہ ایک خالص اور سادہ معاملہ ہے، جہاں ایک جائزہ لینے والے کو اپنی آمدنی کا ایک حصہ ان افراد کی دیکھ بھال کے لیے لگانے پر مجبور کیا جاتا ہے جن کی دیکھ بھال کرنے کی وہ ذاتی اور قانونی ذمہ داری کے تحت ہے۔ انکم ٹیکس ایکٹ ایسے حالات میں کل آمدنی سے کسی قسم کی کٹوتی کی اجازت نہیں دیتا۔"

ٹریبونل نے کیس کے بیان میں ذکر کیا کہ جائزہ لینے والے کے وکیل نے مندرجہ ذیل الفاظ میں اپنا دعویٰ پیش کیا:

"میں اپنی کل آمدنی سے اس رقم کی کٹوتی کا دعویٰ کرتا ہوں کیونکہ میری اصل کل آمدنی وہ ہے جو شمار کی جاتی ہے، جس پر میں اختلاف نہیں کرتا، حکم نامے کے تحت ادا کی گئی دیکھ بھال کی رقم سے کم۔"

ایسا لگتا ہے کہ اس نے دیوان کیشن کشور بمقابلہ کمشنر آف انکم ٹیکس (2) میں لاہور ہائی کورٹ کے فیصلے پر بھی انحصار کیا ہے۔ تاہم ٹریبونل نے مذکورہ سوال کو ہائی کورٹ کی رائے کے لیے بھیج دیا۔

ہائی کورٹ نے اسی عدالت کے دو پہلے فیصلوں کی پیروی کی جو سیٹھ موتی لال مانیک چند بمقابلہ انکم ٹیکس کمشنر (3) اور پرنس کھنڈراؤ اوکیوار بمقابلہ انکم ٹیکس کمشنر (4) میں رپورٹ ہوئے، اور کہا کہ، جیسا کہ ان دو معاملات میں مشاہدہ کیا گیا ہے، ٹیسٹ ایک ہی تھا، حالانکہ جائیداد پر کوئی خاص چارج نہیں تھا جب تک کہ تعین کنندہ پر ادائیگی کی ذمہ داری تھی، جسے عدالت میں لاگو کیا جاسکتا ہے۔ بیجوئے سنگھ ددھور یہ کے کیس (1) میں، تعین کنندہ کے خلاف دیکھ بھال کا الزام عائد کیا گیا تھا، اور پریوی کنسل نے مشاہدہ کیا تھا کہ آمدنی کو یہ سمجھا جانا چاہیے کہ وہ کبھی بھی اس تخمینہ دار تک نہیں پہنچی، دیکھ بھال کرنے والوں کی طرف موڑ دیا گیا ہے۔ اپیل کے تحت فیصلے میں، یہ کہا گیا تھا کہ حکم نامے کی حد تک آمدنی کو بیوی اور بچوں کی طرف موڑ دیا جانا چاہیے، اور کبھی بھی تعین کنندہ کے ہاتھ میں آمدنی نہیں بنی۔

-143-I.T.R. 1(1933) (2) 135 I.T.R.1(1933)(1)

-294-I.T.R.16(1948)(4) 735I.T.R. 33(1957)(3)

کمشنر آف انکم ٹیکس اس فیصلے کی درستگی پر سوال اٹھاتے ہیں اور بمبئی ہائی کورٹ کے پہلے کے دو فیصلوں کے بارے میں بھی، ہماری رائے ہے کہ محکمہ کی طرف سے اٹھایا گیا اعتراض درست ہے۔

اس سے پہلے کہ ہم اس اصول کو بیان کریں جس پر یہ اور اسی طرح کے مقدمات کا فیصلہ ہونا ہے، ہم بعض احکام کا حوالہ دے سکتے ہیں، جو مسئلہ کے ان پہلوؤں کی وضاحت کرتے ہیں۔ اس موضوع پر سب سے اہم مقدمہ بیجوئے سنگھ دڈکوریہ کی کتابچہ 1 میں

عدالتی کمیٹی کا فیصلہ ہے۔ وہاں، راجہ کی سوتیلی ماں دیکھ بھال کے لیے ایک سوٹ لے کر آئی تھی اور ایک سمجھوتہ کا حکم نامہ پاس کیا گیا تھا جس کے تحت سوتیلی ماں کو ماہانہ 1100 روپے ادا کیے جانے تھے، جو رقم راجہ کے ہاتھ میں موجود جائیدادوں پر چارج قرار دی گئی تھی۔ عدالت راجہ نے اس رقم کو اپنی قابل تخمینہ آمدنی سے کٹوتی کرنے کی کوشش کی، جسے کلکتہ کی ہائی کورٹ نے مسترد کر دیا۔ پریوی کونسل سے اپیل پر، لارڈ میکملن نے مندرجہ ذیل مشاہدہ کیا:

"لیکن ان کے لارڈ شپ اس بات کو مسترد کرنے میں ماہر چیف جسٹس سے متفق نہیں ہیں کہ اپیل کنندہ کی طرف سے اس کی سوتیلی ماں کو ادا کی گئی رقم اپیل کنندہ کی 'آمدنی' نہیں تھی۔ یہ ان کے لارڈ شپ کی رائے میں اس معاملے کا صحیح نقطہ نظر ہے۔

جب ایکٹ بذریعہ سیکشن 3 کسی فرد کی 'تمام آمدنی' کو چارج کرنے کے تابع ہے، تو یہ وہی ہے جو فرد کو آمدنی کے طور پر پہنچتا ہے جسے وہ وصول کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ موجودہ کیس میں اپیل کنندہ کے تمام وسائل کو اس کی سوتیلی ماں کو مخصوص ادائیگی کے ساتھ چارج کرنے کے عدالتی حکم نامے نے اس حد تک اس کی آمدنی کو اس سے ہٹا دیا ہے اور اسے اس کی سوتیلی ماں کو بھیج دیا ہے۔ اس حد تک جو وہ اس کے لیے وصول کرتا ہے وہ اس کی آمدنی نہیں ہے۔ یہ اپیل کنندہ کی طرف سے اپنی آمدنی کا حصہ کسی خاص طریقے سے درخواست دینے کا معاملہ نہیں ہے، بلکہ یہ اس کے ہاتھ میں آمدنی بننے سے پہلے اس کی آمدنی میں سے ایک رقم مختص کرنا ہے۔

135 - I.T.R 1(1933)(i)

اس سلسلے میں پریوی کونسل کا ایک اور معاملہ بھی دیکھا جاسکتا ہے۔ یہ کیس پی سی ملک بمقابلہ کمشنر آف انکم ٹیکس، بنگال (1) میں درج ہے۔ وہاں، ایک وصیت کرنے والے نے اپیل کنندگان کو عملدرمقرر کیا اور انہیں ہدایت کی کہ وہ اپنی عدیہ شرافت کے موقع پر آمدنی میں سے 10,000 روپے ادا کریں۔ ایگزیکٹیوٹرز نے اس طرح کے اخراجات کے لیے 5,537 روپے ادا کیے، اور اس رقم کو قابل تشخیص آمدنی سے منہا کرنے کی کوشش کی۔ عدالتی کمیٹی نے کلکتہ ہائی کورٹ کے کٹوتی کو مسترد کرنے کے فیصلے کی توثیق کی، اور مشاہدہ کیا کہ ادائیگیاں اس اسٹیٹ کی آمدنی سے کی گئیں جو ایگزیکٹیوٹرز کے

ہاتھ میں آتی ہیں اور وصیت کرنے والے کی طرف سے ان پر عائد کی گئی ذمہ داری کی تعمیل میں۔ اس نے مشاہدہ کیا کہ یہ کوئی ایسا معاملہ نہیں تھا جس میں آمدنی کا ایک حصہ اس شخص سے ایک اور رائیڈنگ ٹائٹل کے ذریعہ موڑ دیا گیا ہو جس کو دوسری صورت میں مل جاتا، اور بچوئے سنگھ ددھور یہ کے کیس (2) میں اس معاملے کو ممتاز کیا۔

ان مقدمات کا ہندوستان میں متنوع اطلاق کیا گیا ہے، لیکن کچھ مقدمات کے حقائق واضح طور پر فرق کو سامنے لاتے ہیں۔ دیوان کشن کشور بمقابلہ کمشنر آف انکم ٹیکس (3) میں، پرائمو جینچر کے قانون کے تحت ایک غیر منقولہ جائیداد تھی، اور خاندان پر لاگو رواج کے تحت، جونیئر ممبر کو ایک الاؤنس قابل ادائیگی تھا۔ ثالث کے طور پر کام کرنے والے ڈپٹی کمشنر کی طرف سے دیئے گئے ایک ایوارڈ کے تحت اور اسٹیٹ ہولڈر کے والد اور جونیئر ممبر کی وصیت کے مطابق، جونیئر ممبر کو سالانہ 7,200 روپے کی رقم قابل ادائیگی تھی۔ اس رقم سے اس بنیاد پر کٹوتی کی کوشش کی گئی تھی کہ یہ ایک ضروری اور واجب ادائیگی تھی، اور اس وجہ سے قابل تشخیص آمدنی کو کم ہونے کے لیے لیا جانا چاہیے۔ یہ خیال کیا جاتا تھا کہ آمدنی کبھی بھی خاندان یا سب سے بڑے فرد کی آمدنی کا حصہ نہیں بنتی تھی بلکہ جائیداد پر ایک قسم کا چارج تھا۔ جونیئر ممبر کو جو الاؤنس دیا جاتا تھا، وہ غیر منقولہ جائیداد کی صورت میں چھوٹے ممبر کی علیحدہ جائیداد تھی جس پر اس کا اندازہ لگایا جاسکتا تھا اور یہ قاعدہ تھا کہ ایک ہندو کو پارسنری کے سربراہ کی طرف سے اس کے ممبروں کو الاؤنس دیا جاتا ہے۔ دیکھ بھال کی طرف سے اندازہ کیا جا کرنے کے لئے ذمہ دار تھا

143 I.T.R.1(1933) (3) 135- I.T.R. 1 (1933)(2) 206.I.T.R. 6(1938)(1)

خاندان کی آمدنی کے طور پر، کوئی درخواست نہیں تھی۔ یہ بھی دیکھا گیا کہ اگر جائیداد تقسیم ہو جاتی اور تقسیم ہو سکتی تھی تو کو پارسنری فنڈز میں سے جونیئر ممبر کو ادائیگی مختلف بنیادوں پر کھڑی ہوتی۔ اس صورت میں، جونیئر ممبر کو ادائیگی ایک قسم کا چارج تھا جس نے تخمینہ دار سے آمدنی کا ایک حصہ اس طرح سے جونیئر ممبر کی طرف موڑ دیا کہ یہ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ تعین کنندہ کی آمدنی بن گئی۔

کمشنر آف انکم ٹیکس، بمبئی بمقابلہ مکن جی لالہ (1) میں، یہ بتایا گیا تھا کہ ایک ہندو غیر منقسم خاندان کی آمدنی کا حساب کتاب کرتے ہوئے خاندان کے ایک فوت شدہ

شریک کاری بیوہ کو بطور کفالت کے طور پر ادا کی گئی رقم کاٹی نہیں جاسکتی، حالانکہ عدالت کی طرف سے دیکھ بھال کی رقم کا حکم دیا گیا تھا اور خاندان کی جائیدادوں پر چارج کیا گیا تھا۔ یہ کیس سنگین شکوک و شبہات کے لیے کھلا ہے، کیونکہ یہ بیجئے سنگھ ددھورہ کے کیس (a) میں بیان کردہ اصول کے اندر آتا ہے۔ اور اگرچہ ہائی کورٹ نے جوڈیشل کمیٹی کے معاملے میں فرق کیا، لیکن ایسا لگتا ہے کہ اسے اس بنیاد پر فرق کیا گیا تھا جو کہ صحیح معنوں میں متعلقہ نہیں تھا، یعنی کہ بیجئے سنگھ ددھورہ کے کیس (2) میں ایڈوکیٹ جنرل نے اس درخواست کو ترک کر دیا تھا کہ سوتیلی ماں اب بھی ہے۔ غیر منقسم ہندو خاندان کا رکن۔ یہ بھی نشاندہی کی گئی کہ یہ ایک فرد کے طور پر تشخیص کا معاملہ تھا نہ کہ ہندو غیر منقسم خاندان کی تشخیص کا۔

کمشنر آف انکم ٹیکس، بمبئی بمقابلہ ڈی آر نائیک (3) میں، تعین کنندہ ایک ہندو غیر منقسم خاندان کا واحد زندہ بچ جانے والا فرد تھا۔ عدالت کا ایک حکم نامہ تھا جس کے ذریعے تعین کنندہ کو بقایا وراثت کے طور پر جائیدادیں حاصل کرنے کا حق حاصل تھا، تاہم، بیواؤں کو دیکھ بھال کی کچھ ادائیگیوں کے تابع تھا۔ بیوائیں خاندان کی رکن بنی رہیں۔ یہ منعقد کیا گیا تھا کہ اگرچہ دفعہ 9 انکم ٹیکس ایکٹ کے کا اطلاق نہیں ہوتا تھا، تعین کنندہ کی قابل تشخیص آمدنی صرف دیکھ بھال کے معاوضے کی ادائیگی کے بعد باقی رہ جانے والی رقم تھی۔ تاہم، کیس کے حقائق سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ دیکھ بھال کا چارج تھا۔

362 I.T.R. 7(1939)(3) 135 I.T.R.1(1933)(2) 539 I.T.R. 5(1937)(1)

تعین کنندہ کی خصوصیات پر یہ کیس عدالتی کمیٹی کے وضع کردہ اصولوں کو بھی صحیح طور پر سامنے لاتا ہے کہ اگر کوئی اضافی ذمہ داری ہے جو چارج بناتی ہے اور آمدنی کو کسی اور کی طرف موڑ دیتی ہے، تو ادا کی گئی رقم سے کٹوتی کی جاسکتی ہے۔

آخری کیس پی۔سی۔مللک اور ڈی۔سی۔Aich، ان ری (1) میں درج کیس سے متصادم ہو سکتا ہے۔ وہاں، ایک وصیت کے تحت فائدہ اٹھانے والوں کو کچھ ادائیگیاں کرنی پڑتی تھیں۔ یہ ادائیگیاں بتدریج کچھ دیگر سالانہوں کے ساتھ کی جانی تھیں۔ یہ خیال کیا گیا کہ ادائیگی صرف جائیداد سے ایگزیکیوٹرز اور ٹرسٹیز کو حاصل ہونے والی آمدنی سے کی جاسکتی ہے، اور اس رقم کا تخمینہ انکم ٹیکس کے طور پر عمل درآمد کرنے والوں کے ہاتھ میں

تھا۔ اس بات کی نشاندہی کی گئی کہ وصیت کے تحت یہ کہا گیا تھا کہ یہ رقم "میری جائیداد کی آمدنی میں سے" ادا کی جانی تھی، اور اس طرح، جو چارج کیا گیا تھا وہ تعین کنندگان کی آمدنی تھی۔ یہ کیس پی سی ملک بمقابلہ انکم ٹیکس کمشنر، بنگالی (2) میں پریوی کونسل کے فیصلے کے مطابق ہے۔

ہیرالال، ان ری، (3) میں ایک مشترکہ ہندو کنبہ تھا، اور ثالثوں کے ذریعہ بنائے گئے دو ایوارڈز کے تحت جو عدالت کے ایک اصول میں بنائے گئے تھے، بیواؤں کو کچھ دیکھ بھال کے الاؤنسز قابل ادائیگی تھے۔ ان ادائیگیوں کو جائیداد پر بھی چارج کیا گیا تھا۔ یہ خیال کیا گیا کہ چونکہ ادائیگیاں واجب ہیں اور اور رائیڈنگ چارج کے ساتھ مشروط ہیں ان کو خارج کر دیا جانا چاہیے۔ یہاں بھی، بیواؤں کو واجب الادا رقم خاندان سے ان کی طرف ایک چارج کی نوعیت میں ایک اور رائیڈنگ ذمہ داری کے ذریعہ موڑ دی گئی تھی، اور آمدنی کو مشترکہ ہندو خاندان میں جمع نہیں کہا جاسکتا۔

پرنس کھنڈراؤ گانگوار بمقابلہ کمشنر آف انکم ٹیکس (1) میں، ایک خاندانی ٹرسٹ تھا جس میں سے آباد کار کے دو پوتوں کو آمدنی کا ایک حصہ ادا کرنا پڑتا تھا۔ یہ فراہم کیا گیا تھا کہ اگر ان کی والدہ الگ رہتی ہیں، تو ٹرسٹیز کو ہر سال 18,000 روپے ادا کرنا ہوں گے۔ ماں الگ رہتی تھی، اور دو اعمال انجام دیے گئے جس کے تحت دونوں پوتے ماں کو سالانہ 15000 روپے دینے پر راضی ہو گئے، اور جائیداد پر چارج بنایا۔

206. I.T.R. 6(1938) (2) 236. I.T.R. 8(1940) (1)
294. I.T.R. 16(1948) (4) 512.I.T.R.13(1943) (3)

بیٹوں نے اپنی ذمہ داریوں سے زائد 6,000 روپے ادا کیے، اس رقم کو اپنی قابل تخمینہ آمدنی سے منہا کرنے کی کوشش کی، اور اسے بمبئی ہائی کورٹ نے اجازت دی، یہ مشاہدہ کرتے ہوئے کہ ادائیگی اگرچہ رضا کارانہ ادائیگی تھی، لیکن یہ ایک جائز اور قانونی تھی۔ چارج جو عدالت میں لاگو کیا جاسکتا ہے اور اس طرح دفعہ 9(1)(iv) کے تحت رقم کٹوتی کی جاسکتی ہے۔ عدالت کے حکم نامے کے ذریعے بنائے گئے چارج اور فریقین کے معاہدے سے بنائے گئے چارج میں کوئی فرق نہیں ہے، بشرطیکہ اس چارج کے ذریعے جائیداد سے حاصل ہونے والی آمدنی کو موڑ دیا جائے تاکہ معاملے کو دفعہ 9(1)(iv) ایکٹ کے اندر لایا جاسکے۔ یہ مقدمہ ایکٹ کے مخصوص سیکشن کے اطلاق میں سے ایک تھا

نہ کہ منی ڈیکری کے ذریعہ پیدا کردہ کسی ذمہ داری کا، چاہے آمدنی جمع ہو یا نہ ہو۔ اس لیے آسانی موجودہ سے ممتاز ہے، اور ہمیں اس بات پر غور کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ آیا اس کیس کے خاص حالات میں اس کا صحیح فیصلہ ہوا تھا۔

وی۔ ایم۔ راگھا و لو نائیڈ و اینڈ سنز بمقابلہ کمشنر آف انکم ٹیکس (1) تعین کنندگان وصیت کے عمل آور اور ٹرسٹی تھے، جن سے وصیت کرنے والے کی ماں اور بیوہ کو دیکھ بھال کے الاؤنس ادا کرنے کی ضرورت تھی۔ ان الاؤنسز کی رقم سے کٹوتی کی کوشش کی گئی تھی، لیکن دعویٰ مسترد کر دیا گیا۔ ستیہ نارائن راؤ اور وشواناتھ ساستری، جسٹسز۔ بیجوئے سنگھ دھوریہ (2) میں پر پوی کونسل کے کیس سے ممتاز۔ وشواناتھ ساستری، جسٹس نے مشاہدہ کیا کہ ہندو قانون کے تحت وصیت کرنے والے کی ذاتی ذمہ داری تھی کہ وہ اپنی بیوی اور ماں کی دیکھ بھال کرے، اور اگر اس نے اپنی آمدنی کا کچھ حصہ اس طرح کی دیکھ بھال پر خرچ کیا ہوتا، تو وہ اس رقم کو اپنی قابلِ تخمینہ آمدنی سے منہا نہیں کر سکتا تھا، اور یہ کہ ایگزیکٹیو ٹری پوزیشن بہتر نہیں تھی۔ جسٹس ستیہ نارائن راؤ نے مزید کہا کہ یہ رقم وہ الاؤنس نہیں تھی جو اسٹیٹ پر عدالت کے حکم نامے کے ذریعے وصول کی گئی تھی یا دوسری صورت میں اور جسے وصیت کرنے والے کے پاس خود وصول کرنے کا کوئی حق یا عنوان نہیں تھا۔ ایگزیکٹیو ٹری پوزیشن جو آمدنی ملی تھی اس میں دیکھ بھال کے طور پر ادا کی گئی رقم شامل تھی، اور اس کا ایک حصہ اس ذمہ داری کو ادا کرنے میں لگایا گیا تھا۔

135 I.T.R. 1(1933)(2) 787 I.T.R. 18(1950)(1)

آخری حوالہ دیا گیا معاملہ پھر سے بمبئی ہائی کورٹ کا ہے، جس نے فوری کیس کے فیصلے کو متاثر کیا ہے۔ اس کی اطلاع سیٹھ موتی لال مانیک چند بمقابلہ کمشنر آف انکم ٹیکس (1) میں ملتی ہے۔ اس معاملے میں، ایک انتظامی ایجنسی تھی، جس کا تعلق ایک ہندو مشترکہ خاندان سے تھا جس میں اے، اس کا بیٹا بی اور اے کی بیوی شامل تھی۔ ایک تقسیم ہوئی، اور اس بات پر اتفاق کیا گیا کہ مینجنگ ایجنسی کو تقسیم کیا جائے، A اور B ہر ایک مینجنگ ایجنسی کے معاوضے کا ایک حصہ لیں لیکن ان میں سے ہر ایک A کی بیوی کو 2 بطور ادا کرے۔ ان کے متعلقہ 8 میں سے 8 پائی۔ انتظامی ایجنسی کے معاوضے میں حصہ لیں۔ چھاگلا، چیف جسٹس اور ٹیڈ وکٹر، جسٹس نے کہا کہ تقسیم A اور B کے ڈیڈ کے تحت واقعی یہ ارادہ کیا تھا کہ وہ

مینجنگ ایجنسی کمیشن کا صرف ایک حصہ وصول کریں گے اور A کی بیوی کو ادا کی گئی رقم اس کی آمدنی بننے سے پہلے ہی موڑ دی گئی تھی۔ A اور B اور کٹوتی کی جاسکتی ہے۔ فاضل جج نے صفحہ 741 پر مندرجہ ذیل مشاہدہ کیا:

"ہم مسٹر کولہ کے اس عرضی کو قبول کرنے پر مائل ہیں کہ یہ ایک الزام ہے، لیکن ہماری رائے میں، اس سوال کا فیصلہ کرنا غیر ضروری ہے کیونکہ یہ سوال صرف اس صورت میں مطابقت اور اہمیت کا حامل ہو سکتا ہے جب ہم اس کے تحت کٹوتی کے دعوے پر غور کر رہے ہوں۔ انکم ٹیکس ایکٹ کا دفعہ 9(1)(iv) جہاں غیر منقولہ جائیداد کے سلسلے میں دعویٰ کیا جاتا ہے جہاں غیر منقولہ جائیداد کو ایک خاص رقم ادا کرنے کے لیے چارج یا گروی رکھا جاتا ہے۔ اس حوالہ کے مقصد کے لیے یہ کافی ہے اگر ہم اس نتیجے پر پہنچیں کہ بھاگیرتھی بائی کے پاس اپنے 2 آنہ اور 8 پائی کے حصہ کے سلسلے میں ساتھی کے خلاف قانونی طور پر قابل نفاذ حق تھا اور یہ کہ ساتھی اس رقم کی ادائیگی کی قانونی ذمہ داری کے تحت تھا۔

یہ وہ صورتیں ہیں جنہوں نے مختلف زاویوں سے مسئلہ پر غور کیا ہے۔ ان میں سے بعض نے اصول کا صحیح طور پر اطلاق کیا ہے اور بعض نے نہیں۔ لیکن ہم ان میں موجود حقائق کی روشنی میں فیصلوں کی درستگی کو پرکھنے کی تجویز نہیں دیتے۔ ہماری رائے میں، حقیقی امتحان یہ ہے کہ کیا کٹوتی کی گئی رقم، حقیقت میں، کبھی بھی تخمینہ دار تک اس کی آمدنی کے طور پر نہیں پہنچتی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ فرائض ہر حال میں ہوتے ہیں لیکن یہ فرض کی نوعیت ہے جو کہ فیصلہ کن حقیقت ہے۔

735 I.T.R. 31 (1957)(1)

اس رقم کے درمیان فرق ہے جسے ایک شخص اپنی آمدنی میں سے لاگو کرنے کا پابند ہے اور اس رقم کے درمیان فرق ہے جسے ذمہ داری کی نوعیت کے مطابق تخمینہ کی آمدنی کا حصہ نہیں کہا جاسکتا۔ جہاں ذمہ داری کے ذریعہ آمدنی کو تعین کنندہ تک پہنچنے سے پہلے موڑ دیا جاتا ہے، یہ کٹوتی کے قابل ہے۔ لیکن جہاں اس طرح کی آمدنی کا تعین کرنے والے تک پہنچنے کے بعد کسی ذمہ داری کو ادا کرنے کے لئے آمدنی کا اطلاق کرنا ضروری ہے، قانون میں وہی نتیجہ نہیں نکلتا ہے۔ یہ پہلی قسم کی ادائیگی ہے جسے صحیح معنوں میں معاف کیا جاسکتا ہے نہ کہ دوسری۔ دوسری ادائیگی محض کسی دوسرے کو اپنی آمدنی کا ایک حصہ ادا کرنے

کی ذمہ داری ہے، جو موصول ہو چکی ہے اور اس کے بعد سے لاگو ہے۔ پہلی صورت ایسی ہے جس میں آمدنی کبھی بھی تعین کرنے والے تک نہیں پہنچتی، جو اسے جمع کرنا بھی چاہے تو، اپنی آمدنی کے حصے کے طور پر نہیں، بلکہ اس شخص کے لیے اور اس کی طرف سے کرتا ہے جسے یہ قابل ادائیگی ہے۔ ہماری رائے میں، موجودہ معاملہ ایک ایسا ہے جس میں تعین کنندہ کی بیوی اور بچوں کو جو خاندان کے ممبر بنے رہے، تعین کنندہ کی آمدنی کا ایک حصہ وصول کرتے ہیں، جب کہ تعین کنندہ نے اپنی آمدنی حاصل کر لی تھی۔ یہ کیس کسی ذمہ داری کو ادا کرنے کے لیے آمدنی کے ایک حصے کا اطلاق ہوتا ہے نہ کہ ایسا کیس جس میں اوور رائیڈنگ چارج کے ذریعے تعین کنندہ دوسرے کی آمدنی کا صرف جمع کرنے والا بن گیا ہو۔ موجودہ کیس میں معاملہ مختلف ہوتا، اگر اس طرح کا اوور رائیڈنگ چارج یا تو جائیداد یا اس کی آمدنی پر موجود ہوتا، جو کہ ایسا نہیں ہے۔ ہماری رائے میں، یہ کیس بیجوائے سنگھ ددھور یہ کے کیس (ایل) میں اصول سے باہر آتا ہے اور پی سی ملک کے کیس (1) میں جو ڈیشنل کمیٹی کے بیان کردہ اصول کے اندر آتا ہے۔

ان وجوہات کی بنا پر، ہم سمجھتے ہیں کہ ہائی کورٹ کو بھیجے گئے سوال کا جواب نفی میں دیا جانا چاہیے تھا۔ ہم، اس کے مطابق، ہائی کورٹ کی طرف سے دیے گئے جواب کو خارج کرتے ہیں، اور سوال کا جواب نفی میں دیا جائے گا۔ اس طرح یہاں اور ہائی کورٹ میں اخراجات کے ساتھ اپیل کی اجازت ہے۔

اپیل کی اجازت ہے